عبدالرحمن بن عبد رب الکعبہ کوفی تھے اور سیدنا معاویہؓ کے سیاسی مخالف تھے۔ ان کا اعتراض دراصل اس سیاسی موقف پر مبنی تھا کہ وہ سیدنا علیؓ کے مقابلے میں سیدنا معاویہؓ کی جنگ کو صحیح نہیں سمجھتے تھے، یہی انکی مراد تھی کہ اس اختلاف میں جو مال لگ رہا یا لوگ قتل ہو رہے وہ سب ناحق ہے۔ مزید یہ کہ عبداللہ بن عمروؓ کی گفتگو خلافت اور باہمی قتال کے تناظر میں تھی، جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان بیان کیا کہ مسلمانوں کی جان و مال ایک دوسرے پر حرام ہے۔ عبدالرحمن کا یہ کہنا کہ وہ تو ہمیں یہ سب کرنے کا حکم دیتے ہیں" اسی سیاسی اختلاف کا اظہار تھا، نہ کہ سیدنا معاویہؓ کے کسی صریح حکم کی خبر۔ اسی لیے آخر میں سیدنا عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا: "اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی میں ان کی اطاعت نہ کرو۔" اگر سیدنا معاویہؓ واقعی ناحق قتل و غارت یا مالِ حرام کا حکم دیتے، تو سیدنا عبداللہ بن عمروؓ ان کی مطلق اطاعت کی بجائے ان کی مکمل مخالفت کا حکم دیتے۔

فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهِ هٰذِهِ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ
يُزَحْزَ ... فَلْتَأْتِهِ
مَنِيَّتُهُ ... أْتِ إِلَى
النَّاسِ ... مَنْ بَايَعَ
إِمَامًا ... فَلْيُطِعْهُ
إِنِ ... اضْرِبُوا
عُنُقَ ... أَنْشُدُكَ
اللّٰهَ! ... ـهِ ﷺ؟
فَأَهْوَ ... سَمِعَتْهُ
أُذُنَايَ ... عَمِّكَ

مُعَاوِيَةُ يَأْمُرُنَا أَنْ نَأْكُلَ أَمْوَالَنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ، وَنَقْتُلَ أَنْفُسَنَا، وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَٰرَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ [النساء:٢٩]. قَالَ: فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.

بیچ لر دیں گے، ایسا فتنہ آئے گا کہ مومن کہے گا: یہ میری تباہی (کا سامان) ہے، پھر وہ چھٹ جائے گا، پھر ایک اور آئے گا تو مومن کہے گا: یہ، یہ (اصل تباہی) ہے، جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے آگ سے دور کر دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اس کی موت اس عالم میں آئے کہ وہ اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہو، (وہ آخری دم تک اپنے ایمان کی حفاظت کرے) اور وہ لوگوں کے پاس وہی (بات، دعوت، سلوک) لے کے جائے جو وہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس لایا جائے۔ اور جو شخص ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہوئے، دل کی گہرائیوں سے کسی امام (مسلمان حکمران) کی بیعت کرے تو استطاعت رکھتے ہوئے اس کی اطاعت کرے، پھر اگر دوسرا آ جائے، اس سے امامت چھیننا چاہے تو اس دوسرے کی گردن اڑا دو۔" میں ان (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے (مزید) قریب ہوا اور عرض کی: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا آپ نے خود یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے کانوں اور دل کی طرف اشارہ کیا اور کہا: یہ بات میرے دونوں کانوں نے سنی، میرے دل نے یاد رکھی۔ میں نے ان سے کہا: یہ جو آپ کے چچا زاد معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں وہ تو ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے کھائیں اور ایک دوسرے کو قتل کریں اور اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے: "اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ، الا یہ کہ باہمی رضا مندی سے تجارت ہو اور تم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔" (عبدالرحمان نے) کہا: پھر وہ (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) گھڑی بھر خاموش رہے، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (کے معاملے) میں ان کی نافرمانی کرو۔

امام نووی رحمہ اللہ اس کے متعلق فرماتے ہیں:
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین چپقلش کی وجہ سے فریقین کے ذہن میں یہ بات ہو سکتی ہے، اور بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ چونکہ خلیفہ تھے، اس لیے ان کے خلاف جنگ کرنے والوں کو یہ طعنہ دیا گیا کہ وہ اس ناحق جنگ میں خرچ کرکے مال باطل کر رہے ہیں، اور بلاوجہ قتل کر رہے ہیں

(شرح النووي على مسلم (12/ 234)

فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخَرِ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ لَهُ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ آنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْوَى إِلَى أُذُنَيْهِ وَقَلْبِهِ بِيَدَيْهِ وَقَالَ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي فَقُلْتُ لَهُ هٰذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ يَأْمُرُنَا أَنْ نَأْكُلَ أَمْوَالَنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ وَنَقْتُلَ أَنْفُسَنَا وَاللّٰهُ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا قَالَ فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وحدثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالُوا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَا... ا
الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وحدثني مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُنْذِرِ ... ل
ابْنِ أَبِي إِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ ... ن

﴿فان جاء آخر ينازعه فاضربوا عنق الآخر﴾ معناه ادفعوا ال... لم يندفع إلا بحرب وقتال فقاتلوه فان دعت المقاتلة إلى قتله جاز قتله ولا ضمان فيه لأنه ظالم متعد في قتاله. قوله ﴿فقلت له هذا ابن عمك معاوية يأمرنا أن نأكل أموالنا بيننا بالباطل ونقتل أنفسنا والله تعالى يقول ولا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلى آخره﴾ المقصود بهذا الكلام أن هذا القائل لما سمع كلام عبد الله بن عمرو بن العاص وذكر الحديث في تحريم منازعة الخليفة الأول وأن الثاني يقتل فاعتقد هذا القائل هذا الوصف في معاوية لمنازعته عليا رضي الله عنه وكانت قد سبقت بيعة علي فرأى هذا أن نفقة معاوية على أجناده وأتباعه في حرب علي ومنازعته ومقاتلته إياه من أكل المال بالباطل ومن قتل النفس لأنه قتال بغير حق فلا يستحق أحد مالا في مقاتلته. قوله ﴿أطعه في طاعة الله واعصه في معصية الله﴾ هذا فيه دليل لوجوب طاعة المتولين للامامة بالقهر من غير إجماع ولا عهد. قوله ﴿عن عبد الرحمن بن عبد رب

امام عجلیؒ عبدالرحمٰن بن عبدرب الکعبہ کا تعارف کراتے ہوئے فرماتے ہیں: "عبدالرحمٰن بن عبدرب الکعبہ کوفی تابعی ہیں۔" (معرفۃ الثقات للعجلی، ج 2، ص 81)۔ یعنی وہ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ اگر کوئی اس روایت سے یہ ثابت کرنا چاہے کہ سیدنا معاویہؓ ناحق قتل یا لوگوں کا مال لینے کا حکم دیتے تھے، تو یہ استدلال محلِ نظر ہے۔ آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص اس نوعیت کا حکم اپنے سیاسی مخالف یا ایسے فرد کو دے جس پر اسے اعتماد ہی نہ ہو؟ اگر واقعی ایسا کوئی حکم ہوتا تو وہ اپنے قابلِ اعتماد ساتھیوں کو دیا جاتا، نہ کہ ایک کوفی کو۔ اس لیے اس روایت کو سیاق و سباق سے ہٹا کر سیدنا معاویہؓ کے خلاف دلیل بنانا درست نہیں۔

١٠٥٢ – عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود ثقة (١) . يقال : إنه لم يسمع من أبيه إلا حرفا واحدا : محرم الحلال كمستحل الحرام (٢) .

حدثنا جعفر بن عون (٣) عن المسعودى عن سماك بن حرب عن عبد الرحمن بن عبد الله عن أبيه قال : المحرم الحلال كمستحل الحرام (٤) .

١٠٥٣ – (عبد الرحمن بن عبد رب ، كوفى ثقة) (٥) .

١٠٥٤ – عبد الرحمن بن عبد رب الكعبة ، كوفى ثقة تابعى من كبار التابعين .

١٠٥٢ – ثقة من صغار الثانية ، ٧٩ هـ وقد سمع من أبيه لكن شيئا يسيرا /ق . التقريب : ١ /٤٨٨ ، التهذيب : ٦ /٢١٥ .

١٠٥٣ – تفرد به س ولعله هو الآتى بعده . والله أعلم .

١٠٥٤ – كوفى ثقة . من الثالثة /م د س ق
التهذيب : ٦ /٢١٩ .

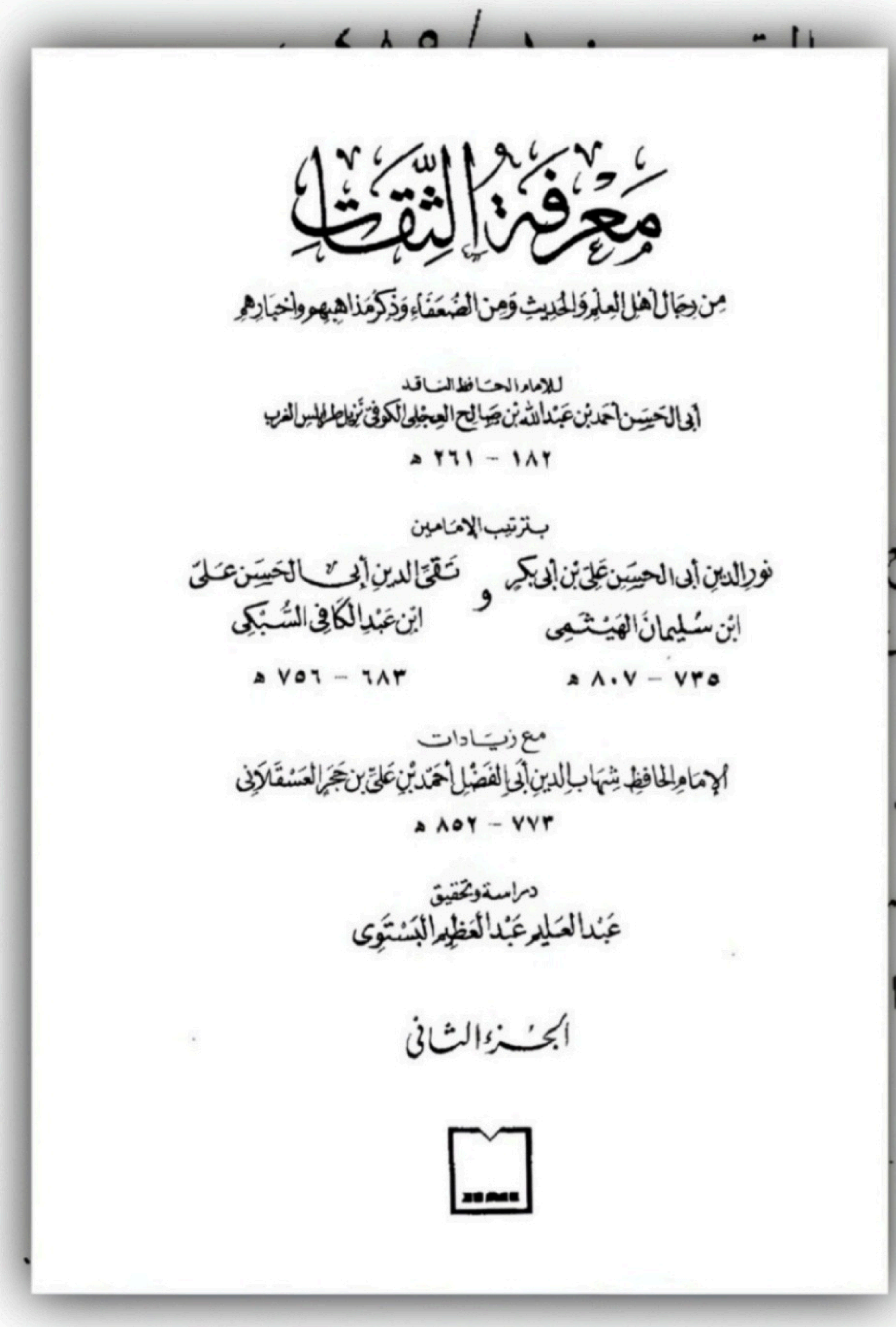
معرفة الثقات
من رجال أهل العلم والحديث ومن الضعفاء وذكر مذاهبهم وأخبارهم
للإمام الحافظ الناقد
أبي الحسن أحمد بن عبد الله بن صالح العجلي الكوفي نزيل طرابلس الغرب
١٨٢ - ٢٦١ هـ
بترتيب الإمامين
نور الدين أبي الحسن علي بن أبي بكر ابن سليمان الهيثمي
٧٣٥ - ٨٠٧ هـ
و
تقي الدين أبي الحسن علي ابن عبد الكافي السبكي
٦٨٣ - ٧٥٦ هـ
مع زيادات
الإمام الحافظ شهاب الدين أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني
٧٧٣ - ٨٥٢ هـ
دراسة وتحقيق
عبد العليم عبد العظيم البستوي
الجزء الثاني

---

(١) كلمة : « ثقة » ليست فى س .
(٢) س : إلا جزؤا واحد . ولم يذكر قوله : محرم
عبد الله حديثا واحدا حدثناه ابن عون عن المسعودى الخ
(٣) جعفر بن عون بن جعفر بن عمرو بن حريث
مات ٢٠٦ هـ أو ٢٠٧ هـ / ع التقريب : ١ / ١٣١ ،
(٤) وقد أسنده أيضا ابن سعد فى الطبقات (٦
ابن يوسف الأزرق قال : حدثنا زكريا بن أبى زائدة عن
عبد الله قال : سمعت عبد الله بن مسعود يقول : محرم
(٥) زيادة من س .

المستدرک للحاکم (3348) میں سیدنا طلحہؓ کے بیٹے نے سیدنا علیؓ سے کہا: "آپ نے میرے والد کو قتل کیا اور ہمارا مال غصب کیا۔" کیا اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ سیدنا علیؓ نے خود سیدنا طلحہؓ کو قتل کیا یا ان کا مال غصب کیا تھا؟ ہرگز نہیں۔ مراد یہ تھی کہ جنگ کے نتیجے میں ان کے والد شہید ہوئے، اس لیے وہ اس کی ذمہ داری سیدنا علیؓ پر ڈال رہے تھے، نہ کہ براہِ راست قتل یا مال غصب کا الزام لگا رہے تھے۔ بالکل اسی طرح عبدالرحمٰن بن عبدرب کا سیدنا معاویہؓ کے بارے میں یہ کہنا کہ "وہ ہمیں اموال ناجائز طریقے سے کھانے اور جانیں قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں" بھی اسی نوعیت کا اعتراض ہے، جس کی تشریح امام نوویؒ نے کی ہے کہ اس سے مراد یہ تھا کہ ان کے نزدیک یہ جنگ ناحق تھی، لہٰذا اس میں مال خرچ کرنا اور جانوں کا ضائع ہونا ان کے نزدیک باطل تھا، نہ کہ سیدنا معاویہؓ واقعی لوگوں کو ظلم، لوٹ مار یا ناحق قتل کا حکم دیتے تھے۔

3348- حَدَّثَنَا اَبُو الْعَبَّاسِ اَحْمَدُ بْنُ هَارُوْنَ الْفَقِيْهُ اِمْلَاءً حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا اَبَانٌ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيُّ حَدَّثَنِي نُعَيْمٌ بْنُ اَبِي هِنْدٍ حَدَّثَنِي رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ قَالَ اِنِّي لَعِنْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَالِسٌ اِذْ جَاءَ ابْنٌ لِطَلْحَةَ فَسَلَّمَ عَلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَحَّبَ بِهٖ فَقَالَ تُرَحِّبُ بِي يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَقَدْ قَتَلْتُ اَبِي وَاَخَذْتُ مَالِي قَالَ اَمَّا مَالُكَ فَهُوَ ذَا مَعْزُوْلٌ فِي بَيْتِ الْمَالِ فَاغْدُ اِلٰى مَالِكَ فَخُذْهُ وَاَمَّا قَوْلُكَ قَتَلْتُ اَبِي فَاِنِّي اَرْجُو اَنْ اَكُوْنَ اَنَا وَاَبُوْكَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقَابِلِيْنَ (الحجر : 47) فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ هَمْدَانَ اِنَّ اللّٰهَ اَعْدَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَصَاحَ عَلَيْهِ عَلِيٌّ صَيْحَةً تَدَاعٰى لَهَا الْقَصْرُ قَالَ فَمَنْ اِذًا اِذَا لَمْ نَكُنْ نَحْنُ اُولٰٓئِكَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

✧✧ -حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس طلحہ کا بیٹا آیا اور اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سلام کیا، آپ نے بھی اس کو مرحبا کہا، اس نے کہا: اے امیرالمومنین رضی اللہ عنہ! آپ مجھے مرحبا (کس منہ سے) کہہ رہے ہیں؟ حالانکہ آپ نے میرے والد کو قتل کیا اور میرا مال غصب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: جہاں تک تیرے مال کا تعلق ہے تو وہ بیت المال میں بالکل الگ رکھا ہوا ہے، صبح جا کر وہاں سے اپنا مال لے لینا اور جہاں تک آپ کے والد کے قتل کا تعلق ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ تیرا باپ اور میں ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ (الحجر : 24)

"اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے آپس میں بھائی بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے"۔

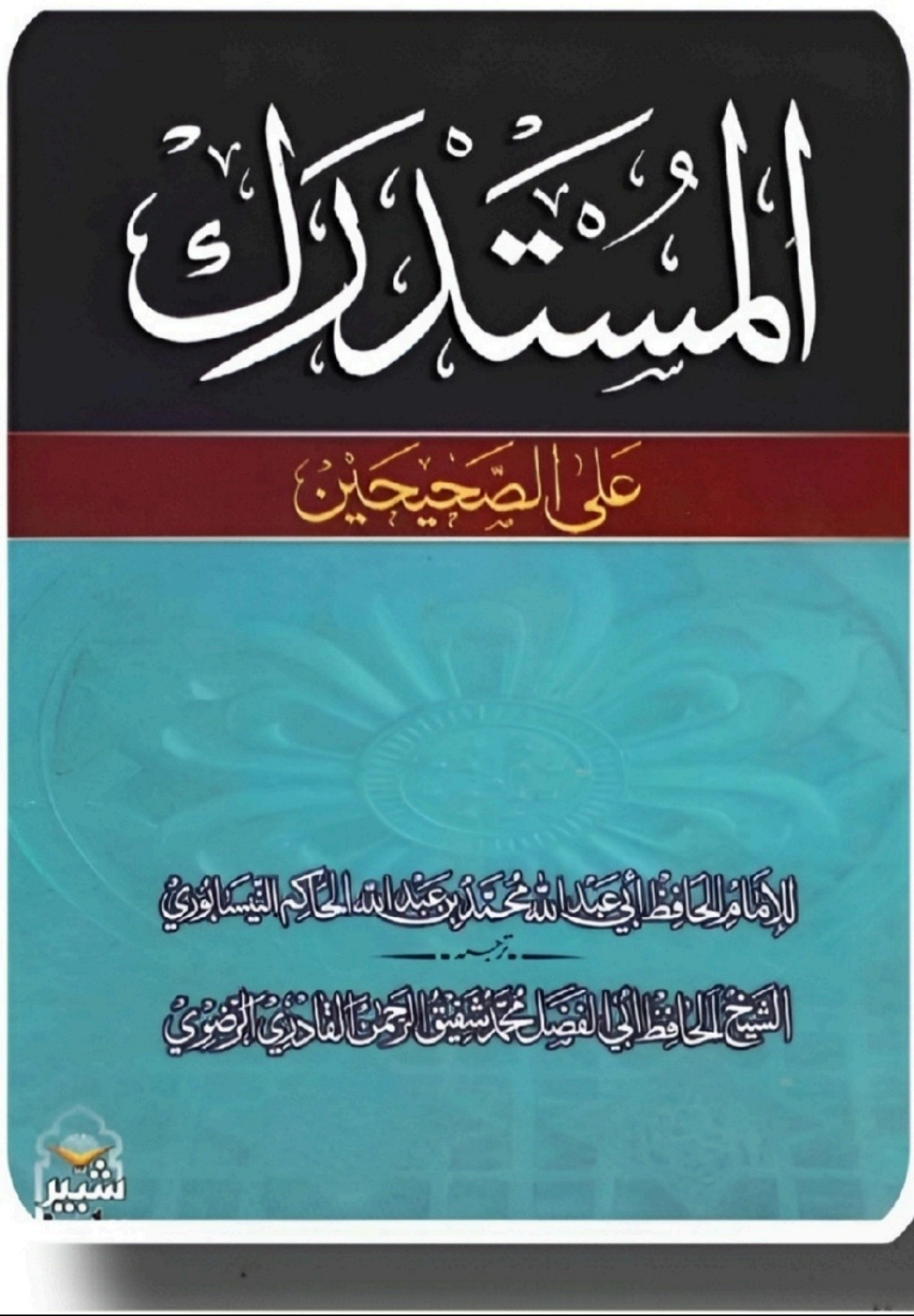

تو ہمدان کے ایک آدمی نے کہا: اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ عدل کرنے
بولے کہ پورا محل گونج اٹھا (آپ نے فرمایا) جب ان لوگوں میں "ہمارا" شمار نہیں
✿✿ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم
3349- اَخْبَرَنَا اَبُوْ زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّ
اِبْرَاهِيْمَ، اَنْبَاَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، صَاحِبُ الدَّسْتُوَائِيِّ، حَدَّثَنِي اَبِي،

حدیث: 3349

اخرجه ابو عبدالله محمد البخاری فی "صحیحه" (طبع ثالث) دار ابن کثیر
ابوعبدالله الشیبانی فی "مسنده" طبع موسسه قرطبه قاهره مصر رقم الحدیث
موسسه الرساله بیروت لبنان 1414ھ/1993ء رقم الحدیث: 7434 اخ
للتراث دمشق شام 1404ھ-1984ء رقم الحدیث: 1186 اخرجه ابو
الاسلامیه بیروت لبنان 1409ھ/1989ء رقم الحدیث: 486 اخرجه ابو
1408ھ/1988ء رقم الحدیث: 935

اگر صحیح مسلم (حدیث 4776) میں ایک تابعی، عبدالرحمٰن بن عبدرب، کے الفاظ کو بغیر سیاق و سباق کے مان کر سیدنا معاویہؓ پر الزام لگایا جاتا ہے، تو پھر صحیح مسلم (حدیث 4577) اور صحیح بخاری (حدیث 7305) میں سیدنا عباسؓ کے وہ الفاظ بھی ماننے پڑیں گے جن میں سیدنا علیؓ کے بارے میں جھوٹا، گناہگار، عہد شکن، ظالم اور خائن کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔ کیا اہلِ سنت ان الفاظ کو سیدنا علیؓ کی حقیقی صفات مانتے ہیں؟ ہرگز نہیں، بلکہ انہیں پورے سیاق و سباق کے ساتھ سمجھتے ہیں۔ لہٰذا انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ صحیح مسلم (4776) میں عبدالرحمٰن بن عبدرب کے الفاظ کو بھی سیاق و سباق اور ائمہ کی تشریح کی روشنی میں سمجھا جائے، نہ کہ انہیں سیدنا معاویہؓ پر حقیقی الزام بنا دیا جائے۔

[٤٥٧٧] ٤٩-(...) وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ

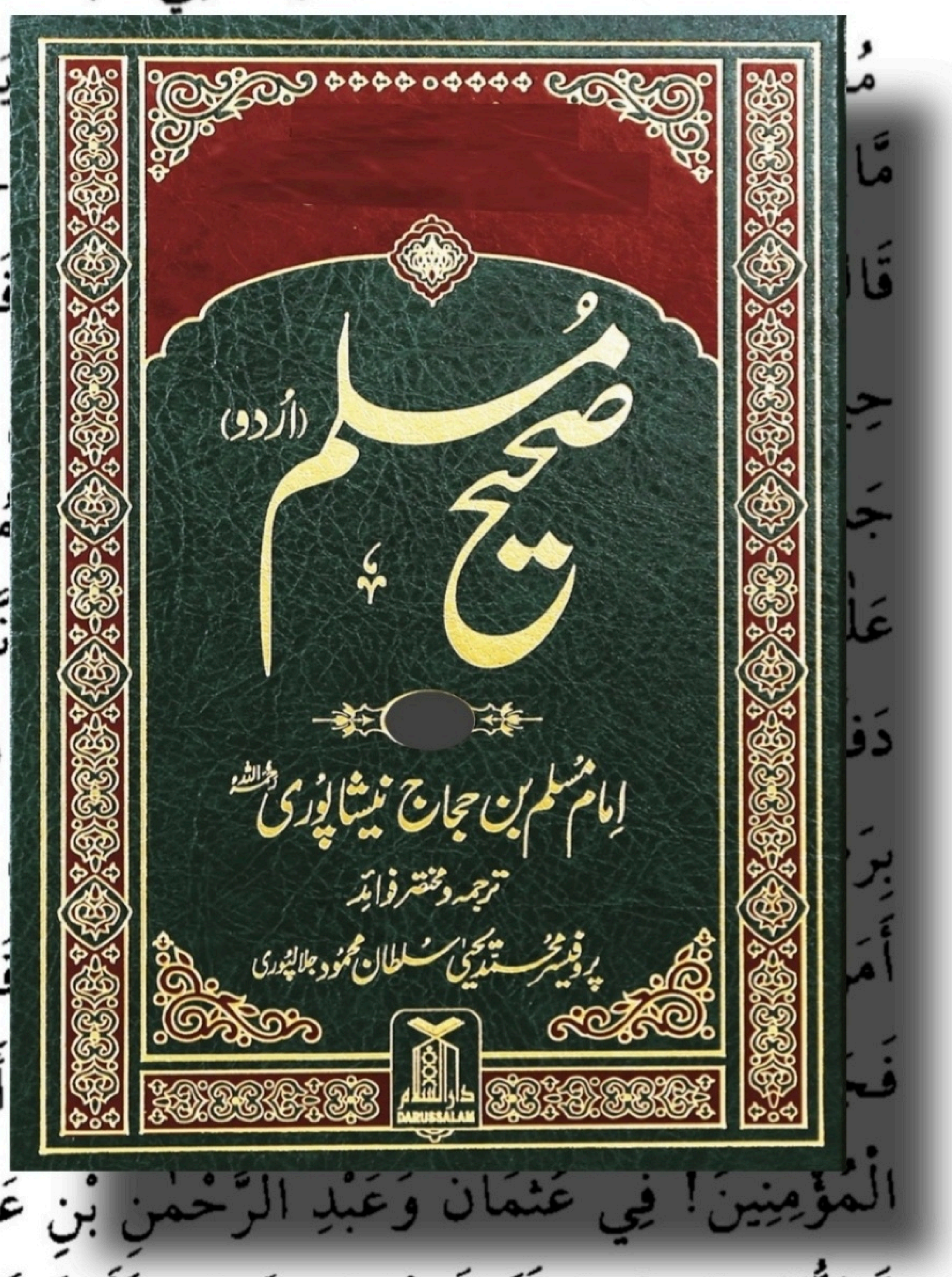

أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ؟ فَقَالَ عُمَرُ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ، فَدَخَلُوا، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمَا، فَقَالَ عَبَّاسٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا الْكَاذِبِ الْآثِمِ الْغَادِرِ الْخَائِنِ، قَالَ: فَقَالَ الْقَوْمُ: أَجَلْ، يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! فَاقْضِ بَيْنَهُمْ وَأَرِحْهُمْ، - فَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ: يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّهُمْ قَدْ كَانُوا قَدَّمُوهُمْ لِذٰلِكَ - فَقَالَ عُمَرُ: اتَّئِدَا، أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ! أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ»؟ قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ وَعَلِيٍّ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ! أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ»؟ قَالَا: نَعَمْ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ اللهَ تَعَالٰى كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ ﷺ بِخَاصَّةٍ لَمْ يُخَصِّصْ بِهَا

[4577] امام مالک نے زہری سے روایت کی کہ انھیں مالک بن اوس نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے میری طرف قاصد بھیجا، دن چڑھ چکا تھا کہ میں ان کے پاس پہنچا۔ کہا: میں نے ان کو ان کے گھر میں اپنی چارپائی پر بیٹھے ہوئے پایا، انھوں نے اپنا جسم کھجور سے بنے ہوئے بان کے ساتھ لگایا ہوا تھا اور چمڑے کے تکیے سے ٹیک لگائی ہوئی تھی، تو انھوں نے مجھ سے کہا: اے مال (مالِک)! تمھاری قوم میں سے کچھ خاندان لپکتے ہوئے آئے تھے تو میں نے ان کے لیے تھوڑا سا عطیہ دینے کا حکم دیا ہے، اسے لو اور ان میں تقسیم کر دو۔ کہا: میں نے کہا: اگر آپ میرے سوا کسی اور کو اس کا حکم دے دیں (تو کیسا رہے؟) انھوں نے کہا: اے مال! تم لے لو۔ کہا: (اتنے میں ان کے مولیٰ) یرفا ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: امیرالمومنین! کیا آپ کو عثمان، عبدالرحمان بن عوف، زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم (کے ساتھ ملنے) میں دلچسپی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ تو اس نے ان کو اجازت دی۔ وہ اندر آگئے، وہ پھر آیا اور کہنے لگا: کیا آپ کو عباس اور علی رضی اللہ عنہما (کے ساتھ ملنے) میں دلچسپی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ تو اس نے ان دونوں کو بھی اجازت دے دی۔ تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیرالمومنین! میرے اور اس جھوٹے، گناہ گار، عہد شکن اور خائن کے درمیان فیصلہ کر دیں۔ کہا: اس پر ان لوگوں نے کہا: ہاں، امیرالمومنین! ان کے درمیان فیصلہ کر کے ان کو (جھگڑے کے عذاب سے) راحت دلا دیں۔۔ مالک بن اوس نے کہا: میرا خیال ہے کہ انھوں نے ان لوگوں کو اسی غرض سے اپنے آگے بھیجا تھا۔۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم دونوں رکو، میں تمھیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''ہمارا کوئی وارث نہیں بنے گا، ہم جو چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا''؟ ان سب نے کہا: ہاں۔ پھر وہ حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تم دونوں کو اس اللہ

صحیح بخاری (7347) میں نبی ﷺ نے ایک موقع پر سیدنا علیؓ کے بارے میں "جھگڑالو" کے الفاظ فرمائے، لیکن کیا اہلِ سنت اس بنا پر سیدنا علیؓ کو واقعی جھگڑالو قرار دیتے ہیں؟ ہرگز نہیں، کیونکہ وہ اس حدیث کو اس کے سیاق و سباق کے مطابق سمجھتے ہیں، نہ کہ ان الفاظ کو مستقل صفت بنا لیتے ہیں۔ یہی اصول صحیح مسلم (4776) میں عبدالرحمٰن بن عبدرب کے الفاظ پر بھی لاگو ہوتا ہے سیاق و سباق دیکھا جاتا ہے، فوراً حقیقی معنی پر محمول نہیں کیا جاتا، بلکہ سیاق و سباق کیساتھ دیگر روایات اور ائمہ کی تشریح کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ ورنہ کل یہی طرزِ استدلال اختیار کرکے کوئی انہی احادیث سے سیدنا علیؓ پر اعتراض کرے تو اس کا جواب کیا ہوگا؟

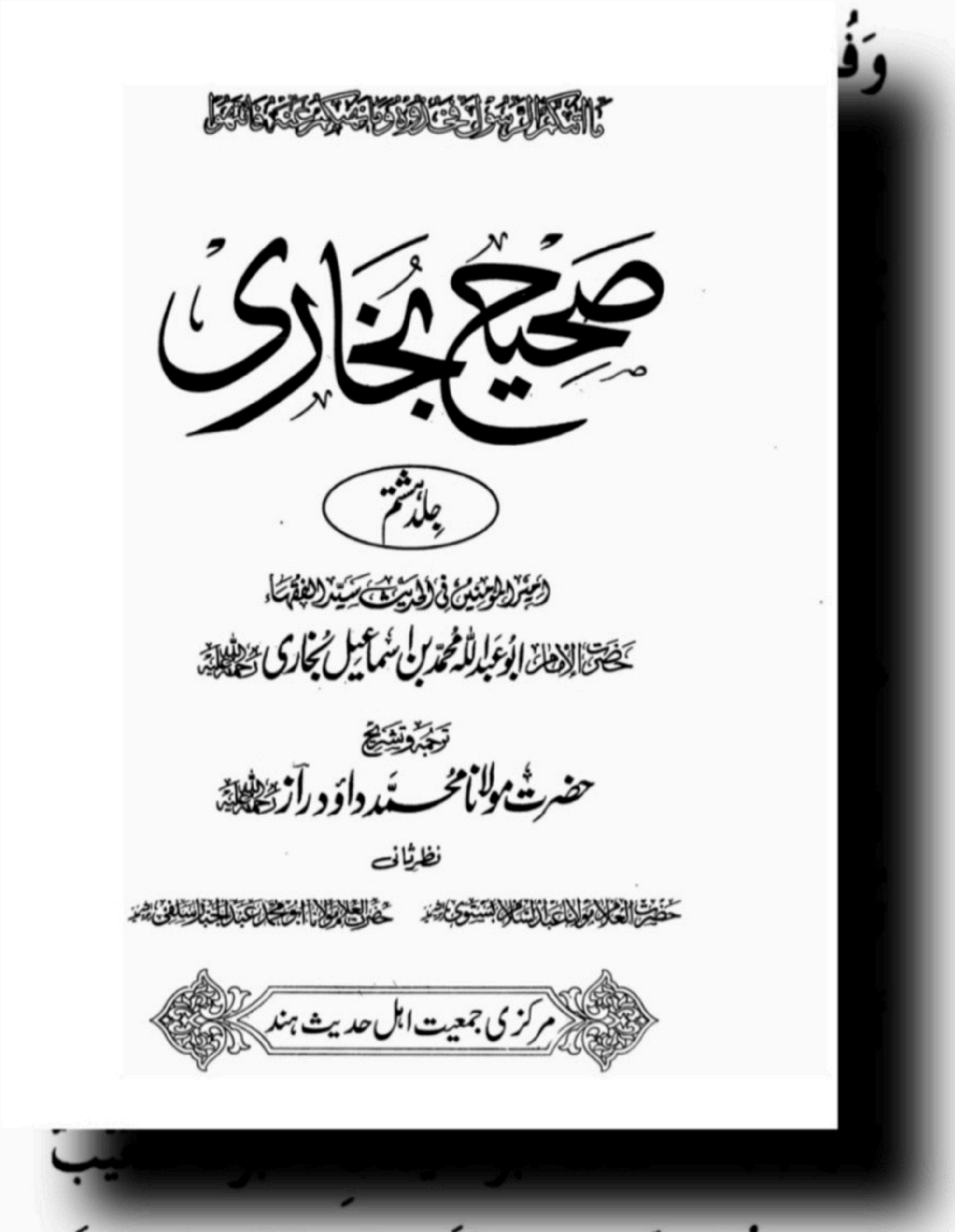

عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ أَلَا تُصَلُّونَ فَقَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ قَالَ لَهُ ذَلِكَ : وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعَهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾. مَا أَتَاكَ لَيْلًا فَهُوَ طَارِقٌ وَيُقَالُ الطَّارِقُ: النَّجْمُ وَالثَّاقِبُ الْمُضِيءُ يُقَالُ: اثْقُبْ نَارَكَ لِلْمُوقِدِ. [راجع: ۱۱۲۷]

دے۔" اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی کہ آپ کو اس معاملہ میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ یا اللہ! ان کی توبہ قبول کرلے یا انہیں عذاب دے کہ بلاشبہ وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۂ کہف میں "اور انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے"

اور ارشاد خداوندی سورۂ عنکبوت میں "اور تم اہل کتاب سے بحث نہ کرو لیکن اس طریقہ سے جو اچھا ہو یعنی نرمی کے ساتھ اللہ کے پیغمبروں اور اس کی کتابوں کا ادب ملحوظ رکھ کر ان سے بحث کرو۔"

(۷۳۴۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبردی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ اور مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم کو عتاب بن بشیر نے خبردی، انہیں اسحاق ابن ابی راشد نے، انہیں زہری نے، انہیں زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے خبردی اور انہیں ان کے والد حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے خبردی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے اور فاطمہ بنت رسول اللہ علیہم السلام والصلوٰۃ کے گھر ایک رات آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کیا تم لوگ تہجد کی نماز نہیں پڑھتے۔ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں پس جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے تو ہم کو اٹھادے گا۔ جوں ہی میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ کہا تو آپ پیٹھ موڑ کر واپس جانے لگے اور کوئی جواب نہیں دیا لیکن واپس جاتے ہوئے آپ اپنی ران پر ہاتھ مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ "اور انسان بڑا ہی جھگڑالو ہے" اگر کوئی تمہارے پاس رات میں آئے تو "طارق" کہلائے گا اور قرآن میں جو "والطارق" کا لفظ آیا ہے اس سے مراد ستارہ ہے اور "ثاقب" بمعنی چمکتا ہوا۔ عرب لوگ آگ جلانے والے سے کہتے ہیں۔ اثقب نارک یعنی آگ روشن کر۔ اس سے لفظ ثاقب ہے۔

صحیح مسلم (4776) میں عبدالرحمٰن بن عبدرب الکعبہ کے الفاظ معاویہؓ ناحق قتل کرتے تھے اور ناحق مال لوٹتے تھے کی بنا پر سیدنا معاویہؓ پر فوراً الزام لگا دیا جاتا ہے، تو پھر صحیح بخاری (7305) میں سیدنا عباسؓ نے سیدنا علیؓ کو ظالم کہا ہے تو اب ان الفاظ کی بنا پر سیدنا علیؓ کو بھی ظالم کہنا پڑے گا۔ مگر اہلِ سنت ایسا نہیں کرتے، کیونکہ احادیث کے ایسے الفاظ کو ہمیشہ سیاق و سباق اور اہلِ علم کی تشریح کے ساتھ سمجھا جاتا ہے، نہ کہ فوراً حقیقی معنی پر محمول کیا جاتا ہے۔ افسوس کہ بعض ناصبی سیدنا عباسؓ کے ان الفاظ سے سیدنا علیؓ کے خلاف استدلال کرتے ہیں، اور بعض رافضی عبدالرحمٰن بن عبدرب کے الفاظ سے سیدنا معاویہؓ کے خلاف، حالانکہ دونوں طرزِ استدلال یکساں طور پر غلط ہیں۔

وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ فَدَخَلُوْا فَسَلَّمُوْا وَجَلَسُوْا قَالَ: هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَأَذِنَ لَهُمَا قَالَ الْعَبَّاسُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الظَّالِمِ اسْتَبَّا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ: اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ! هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ قَالَ عُمَرُ: فَإِنِّيْ مُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهُ ﷺ فِيْ هٰذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ قَالَ اللّٰهُ هُمْ فَمَا أَوْجَ هٰذِهِ خَالِ اللّٰهِ! مَا اخْتَا عَلَيْكُمْ وَقَدْ بَقِيَ مِنْهَا عَلَى أَهْلِهِ يَأْخُذُ مَا فَعَمِلَ النَّبِيُّ ﷺ بِذٰلِكَ حَيَاتَهُ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ

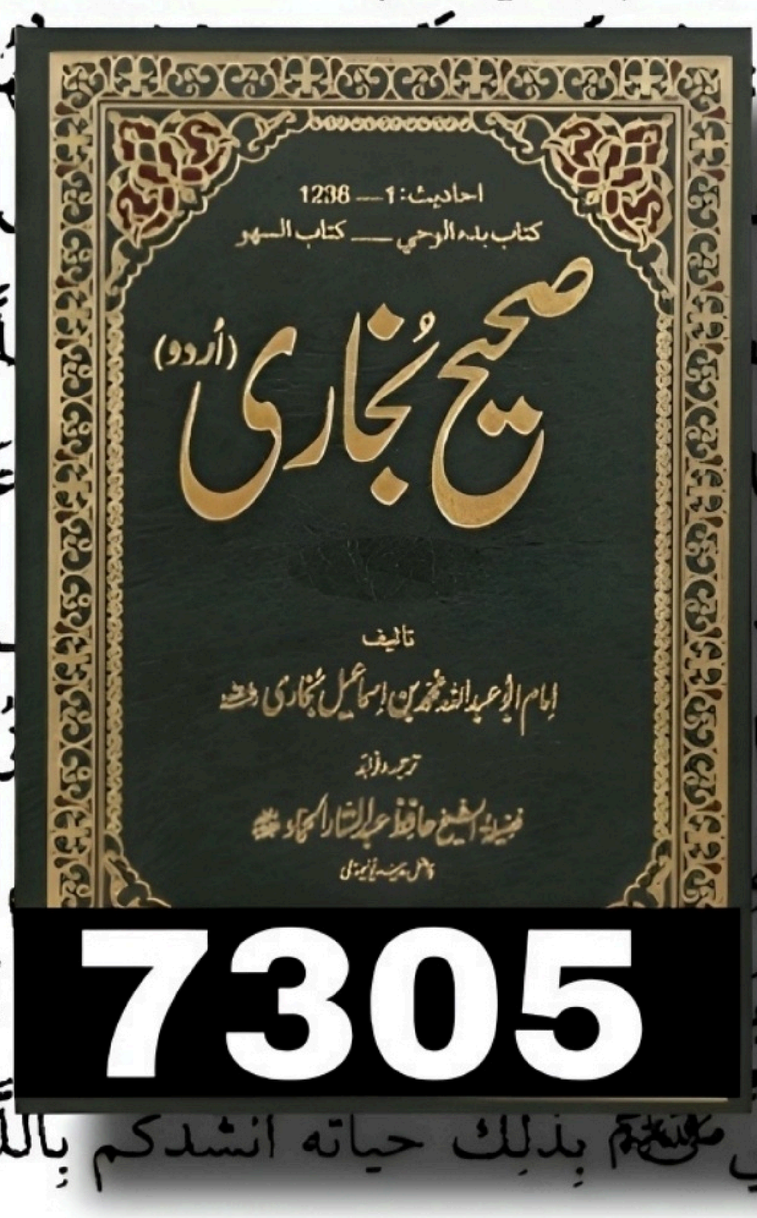

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، چنانچہ سب لوگ اندر آ گئے، سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ پھر یرفا نے آ کر پوچھا کہ کیا علی اور عباس رضی اللہ عنہما کو اجازت دی جائے؟ ان حضرات کو بھی اندر بلایا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! میرے اور ظالم کے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔ آپس میں دونوں نے سخت کلامی کی۔ اس پر عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی جماعت نے کہا کہ امیر المومنین! ان کے درمیان فیصلہ کر دیجئے تا کہ دونوں کو آرام حاصل ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صبر کرو میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کی اجازت سے آسمان و زمین قائم ہیں۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: ''ہماری میراث نہیں تقسیم ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔'' نبی کریم ﷺ نے اس سے خود اپنی ذات مراد لی تھی۔ جماعت نے کہا کہ ہاں، آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا، پھر آپ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا؟ انہوں نے بھی کہا: ہاں، عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد کہا کہ پھر میں آپ لوگوں سے اس بارے میں گفتگو کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا اس مال میں سے ایک حصہ مخصوص کیا تھا جو اس نے آپ کے سوا کسی کو نہیں دیا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ﴾ تو یہ مال خاص آپ ﷺ کے لیے تھا، پھر واللہ! آنحضرت ﷺ نے اسے آپ لوگوں کو نظر انداز کر کے اپنے لیے جمع نہیں کیا اور نہ اسے اپنی ذاتی جائیداد بنایا۔ آپ ﷺ نے اسے آپ لوگوں کو بھی دیا اور سب میں تقسیم کیا، یہاں تک کہ اس میں سے یہ مال باقی رہ گیا تو نبی کریم ﷺ اس میں سے اپنے گھر والوں کا سالانہ خرچ دیتے تھے، پھر باقی اپنے قبضے میں لے لیتے تھے اور اسے بیت المال میں رکھ کر عام مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے زندگی بھر اس کے مطابق عمل کیا۔ میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ کو اس کا علم ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم

صحیح بخاری (2704) میں ہے کہ سیدنا حسنؓ نے سیدنا معاویہؓ سے مال لیا اور صلح کر لی، اور کئی روایات میں بیعت کے الفاظ بھی ہیں۔ حکومت و خلافت بھی حوالے کی، اور پھر ساری زندگی سیدنا حسنؓ و سیدنا حسینؓ وظائف بھی لیتے رہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ناحق قتل کرنے والے اور ناحق مال لوٹنے والے کے ہاتھ سیدنا حسنؓ خلافت دے دیں، پھر خود وظائف بھی لیتے رہیں؟ امت کو سیدنا معاویہؓ ناحق قتل کرتے رہے، ان کا مال لوٹتے رہے، اور اسی پیسے سے سیدنا حسنؓ و سیدنا حسینؓ اپنے وظائف لیتے رہے، اور ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالیں؟ کیا یہ ممکن ہے؟ اگر سیدنا معاویہؓ واقعی ایسے ہوتے تو پوری امت ان کی بیعت پر کبھی متفق نہ ہوتی۔

لأَرَى كَتَائِبَ لاَ تُوَلِّي حَتَّى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا.

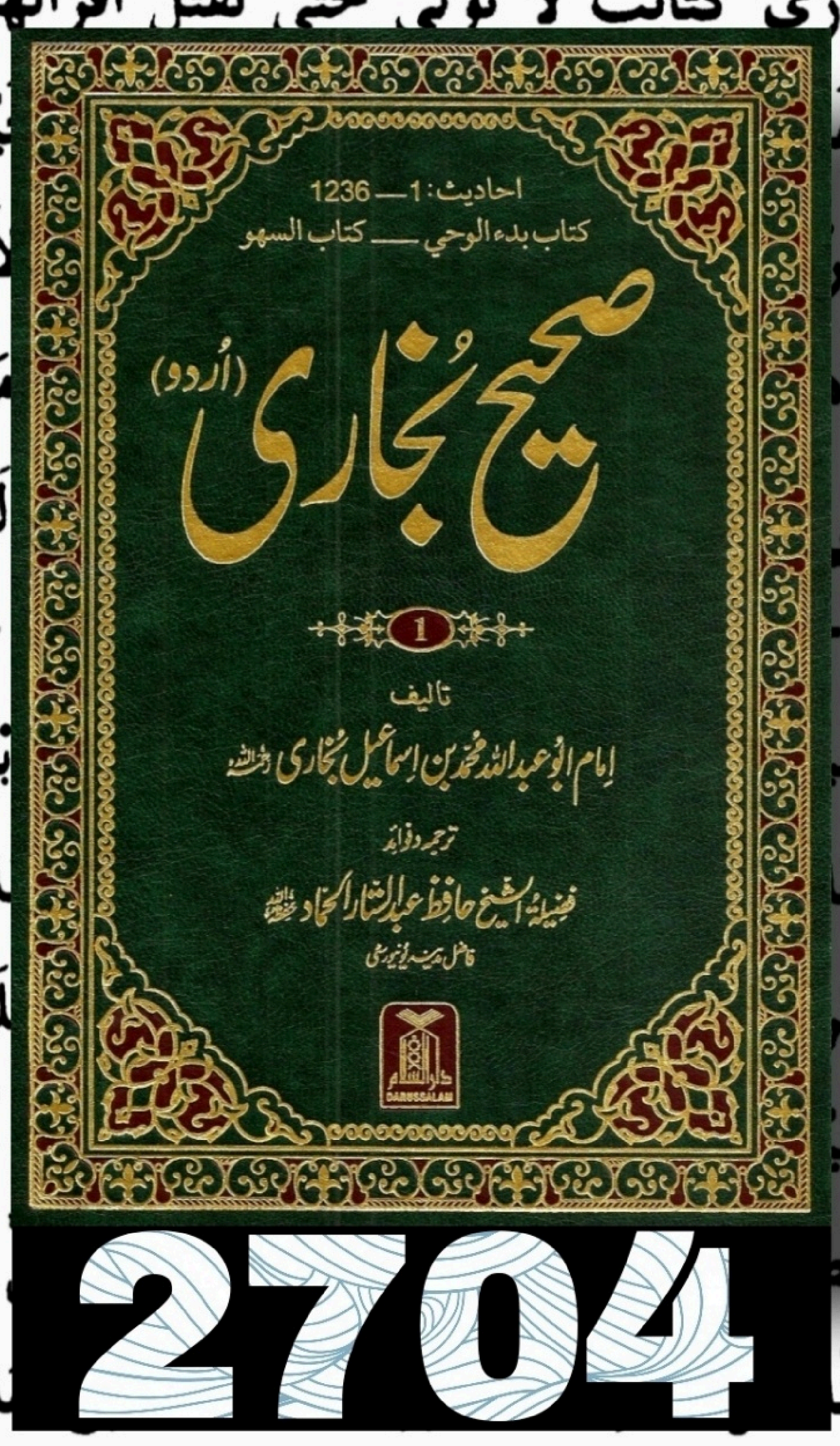

الْمَالِ، وَإِنَّ هَذِهِ الأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي دِمَائِهَا. قَالاَ: فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا. وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ. قَالَ: فَمَنْ لِي بِهَذَا؟ قَالاَ: نَحْنُ لَكَ بِهِ. فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلاَّ قَالاَ: نَحْنُ لَكَ بِهِ. فَصَالَحَهُ. فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ - وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ - وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُولُ: إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ،وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)). قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: إِنَّمَا ثَبَتَ لَنَا سِمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ أَبِي بَكْرَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

[أطرافه في: ٣٦٢٩، ٣٧٤٦، ٧١٠٩].

مشیر خاص تھے) کہ میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے مقابل کو نیست و نابود کیے بغیر واپس نہ جائے گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا اور قسم اللہ کی' وہ ان دونوں اصحاب میں زیادہ اچھے تھے' کہ اے عمرو! اگر اس لشکر نے اس لشکر کو قتل کر دیا' یا اس نے اس کو کر دیا' تو (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) لوگوں کے امور (کی جواب دہی کے لئے) میرے ساتھ کون ذمہ داری لے گا' لوگوں کی بیوہ عورتوں کی خبر گیری کے سلسلے میں میرے ساتھ کون ذمہ دار ہو گا۔ لوگوں کی آل اولاد کے سلسلے میں میرے ساتھ کون ذمہ دار ہو گا۔ آخر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ کے یہاں قریش کی شاخ بنو عبد شمس کے دو آدمی بھیجے۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر بن کریز' آپؑ نے ان دونوں سے فرمایا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے یہاں جاؤ اور ان کے سامنے صلح پیش کرو' ان سے اس پر گفتگو کرو اور فیصلہ انہیں کی مرضی پر چھوڑ دو۔ چنانچہ یہ لوگ آئے اور آپ سے گفتگو کی اور فیصلہ آپ ہی کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ہم بنو عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور ہم کو خلافت کی وجہ سے روپیہ پیسہ خرچ کرنے کی عادت ہو گئی ہے اور ہمارے ساتھ یہ لوگ ہیں' یہ خون خرابہ کرنے میں طاق ہیں' بغیر روپیہ دیئے ماننے والے نہیں۔ وہ کہنے لگے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو اتنا اتنا روپیہ دینے پر راضی ہیں اور آپ سے صلح چاہتے ہیں۔ فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ سے پوچھا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ ان دونوں قاصدوں نے کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ حضرت حسن نے جس چیز کے متعلق بھی پوچھا' تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ آخر آپ نے صلح کر لی' پھر فرمایا کہ میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے' آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ

صحیح مسلم (2467) کی روایت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا موقف نہایت واضح ہے کہ مسلمانوں کا ناحق خون بہانے اور اموال و مویشیوں پر دست درازی کرنے والا گروہ دراصل خوارج تھا۔ سیدنا علیؓ نے اپنی جماعت کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تم اہلِ شام کی طرف جا رہے ہو، جبکہ ان فسادی خوارج کو اپنے پیچھے چھوڑ رہے ہو جنہوں نے مسلمانوں میں قتل و غارت اور فساد برپا کیا۔ اگر یہی اعمال سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہلِ شام سے بھی منسوب ہوتے تو سیدنا علیؓ خوارج کو اس انداز میں اصل مجرم قرار نہ دیتے۔

[٢٤٦٧]١٥٦-(. . .)حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ:
حَ ... مَلِكِ
ابْ ... كُهَيْلِ
قَا ... كَانَ
فِي ... اللهُ
عَنْ ... لِيٍّ:
أَيُّهَ ... لُ:
«يَ ... لَيْسَ
قِرَا ... إِلَى
صَلَاتِهِ ... هِمْ
بِشَيْءٍ ... هُوَ

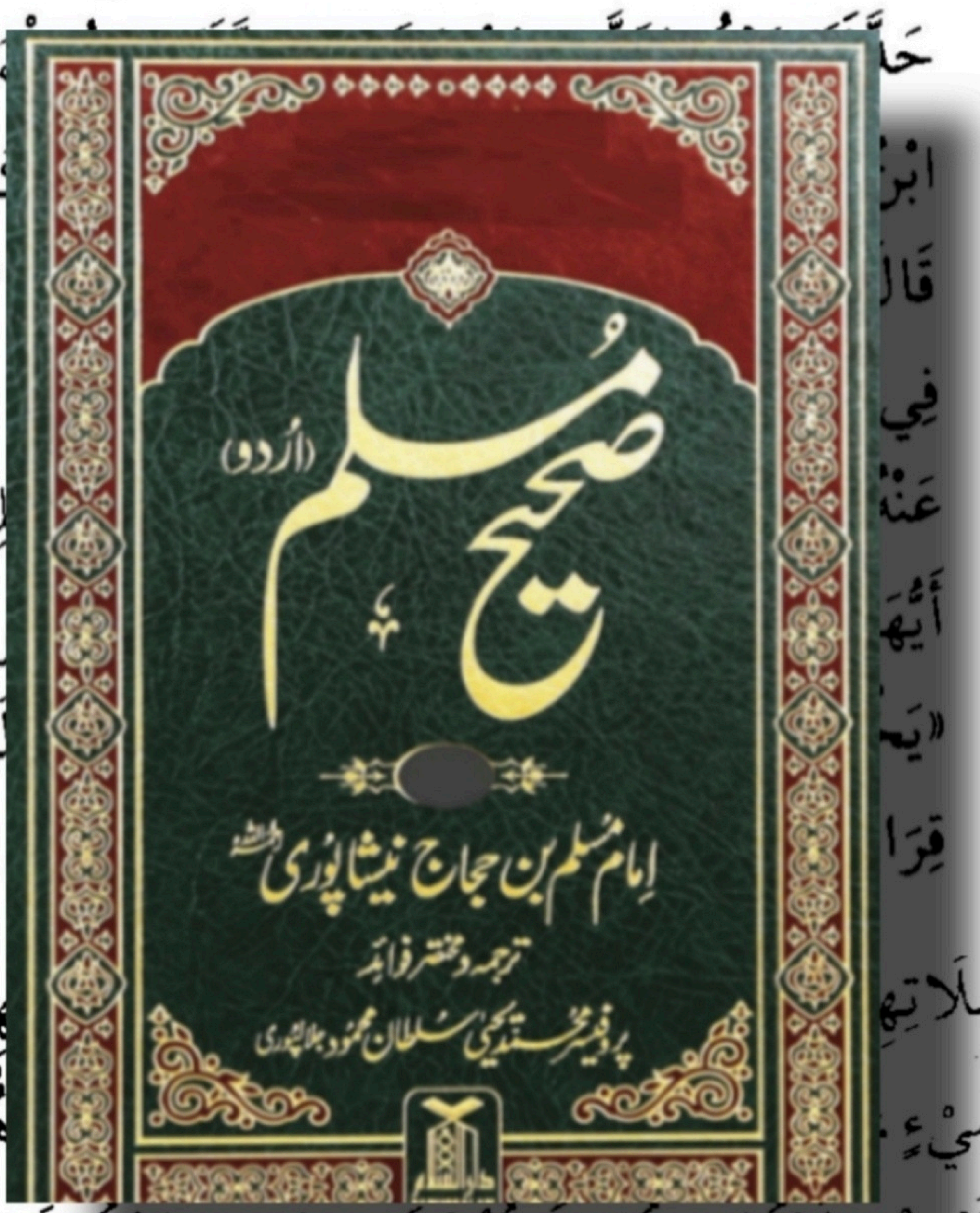

عَلَيْهِمْ، لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ»، لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ، مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ ﷺ لَاتَّكَلُوا عَنِ الْعَمَلِ، وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا - لَعَلَّهُ قَالَ: - لَهُ عَضُدٌ، لَيْسَ لَهُ ذِرَاعٌ، عَلَى رَأْسِ عَضُدِهِ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ، عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ، فَتَذْهَبُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ، وَتَتْرُكُونَ هٰؤُلَاءِ يَخْلُفُونَكُمْ فِي ذَرَارِيِّكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَاللهِ! إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونُوا هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ، وَأَغَارُوا فِي سَرْحِ النَّاسِ، فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ اللهِ.

[2467] سلمہ بن کہیل نے کہا: مجھے زید بن وہب جہنی رحمہ اللہ نے حدیث سنائی کہ وہ اس لشکر میں شامل تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا (اور) خوارج کی طرف روانہ ہوا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میری امت سے کچھ لوگ نکلیں گے، وہ (اس طرح) قرآن پڑھیں گے کہ تمھاری قراءت ان کی قراءت کے مقابلے میں کچھ نہ ہوگی اور نہ تمھاری نمازوں کی ان کی نمازوں کے مقابلے میں کوئی حیثیت ہوگی اور نہ ہی تمھارے روزوں کی ان کے روزوں کے مقابلے میں کوئی حیثیت ہوگی۔ وہ قرآن پڑھیں گے اور خیال کریں گے وہ ان کے حق میں ہے، حالانکہ وہ ان کے خلاف ہوگا، ان کی نماز ان کی ہنسلیوں سے آگے نہیں بڑھے گی، وہ اس طرح تیز رفتاری کے ساتھ اسلام سے نکل جائیں گے جس طرح تیر بہت تیزی سے شکار کے اندر سے نکل جاتا ہے۔'' اگر وہ لشکر، جوان کو جالے گا، جان لے کہ ان کے نبی ﷺ کی زبان سے ان کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا ہے تو وہ عمل سے (بے نیاز ہو کر صرف اسی عمل پر) بھروسا کر لیں۔ اس (گروہ) کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی ہوگا جس کا عَضُد (بازو، کندھے سے لے کر کہنی تک کا حصہ) ہوگا، کلائی نہیں ہوگی، اس کے بازو کے سرے پر پستان کی نوک کی طرح (کا نشان) ہوگا جس پر سفید بال ہوں گے۔ تم لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام کی طرف جا رہے ہو اور ان (لوگوں) کو چھوڑ رہے ہو جو تمھارے بعد تمھارے بچوں اور اموال پر آ پڑیں گے، اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ یہ وہی قوم ہے کیونکہ انھوں نے (مسلمانوں کا) حرمت والا خون بہایا ہے اور لوگوں کے مویشیوں پر غارت گری کی ہے۔ اللہ کا نام لے کر (ان کی طرف) چلو۔

صحیح مسلم (4776) ناحق قتل و ناحق مال والی بات یہ عبدالرحمٰن بن عبد رب الکعبہ کے الفاظ ہیں، جو کوفی تابعی تھے اور صفین کے سیاسی اختلاف میں سیدنا علیؓ کے موقف سے وابستہ سمجھے جاتے تھے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ اجتہادی اختلاف کا معاملہ تھا، جس میں دونوں فریق اپنے مخالف کو ناحق جنگ اور اس پر ہونے والے اخراجات کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔ (شرح النووی، 12/234) سیدنا علیؓ خود اپنے ساتھیوں سے فرما رہے ہیں: تم معاویہؓ اور اہلِ شام کو چھوڑ کر پہلے خوارج کی طرف جاؤ، یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تمہارا ناحق خون بہایا اور تمہارا ناحق مال و مویشی لوٹے۔ (صحیح مسلم: 2467) اگر سیدنا معاویہؓ بھی ایسے ہی ہوتے، تو سیدنا علیؓ خوارج اور اہلِ شام کے درمیان یہ فرق کیوں کرتے؟ اگر وہ اہلِ شام کو بھی یہی سمجھتے، تو ان کے لیے بھی یہی الفاظ استعمال فرماتے۔

کہا: یہ جو آپ کے چچا زاد معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں وہ تو ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے کھائیں اور ایک دوسرے کو قتل کریں اور اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے: ''اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ، الّا یہ کہ باہمی رضا مندی سے تجارت ہو اور تم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔'' (عبدالرحمان نے) کہا: پھر وہ (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) گھڑی بھر خاموش رہے، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (کے معاملے) میں ان کی نافرمانی کرو۔

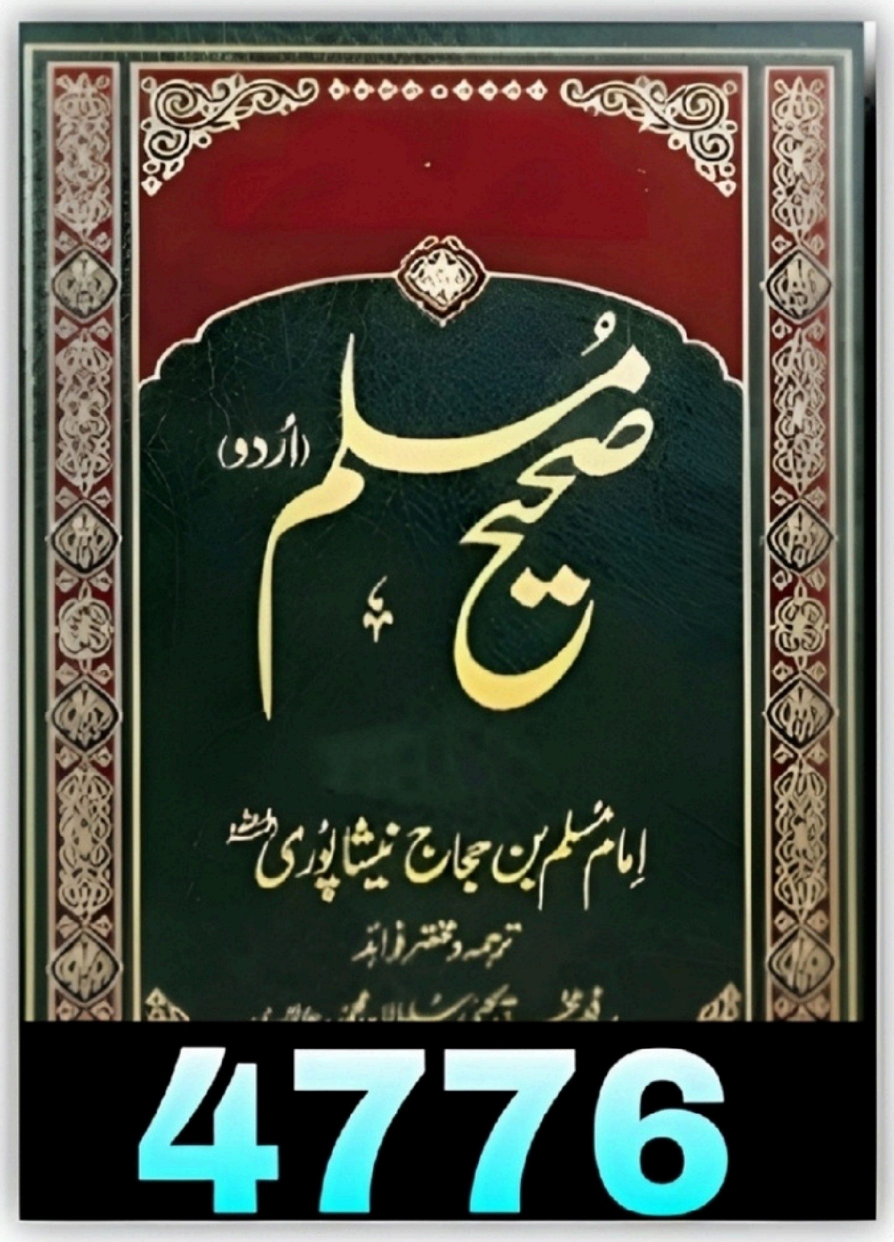

سے لے کر کہنی تک کا حصہ) ہوگا، کلائی نہیں ہوگی، اس کے بازو کے سرے پر پستان کی نوک کی طرح (کا نشان) ہوگا جس پر سفید بال ہوں گے۔ تم لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام کی طرف جا رہے ہو اور ان (لوگوں) کو چھوڑ رہے ہو جو تمہارے بعد تمہارے بچوں اور اموال پر آپڑیں گے، اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ یہ وہی قوم ہے کیونکہ انھوں نے (مسلمانوں کا) حرمت والا خون بہایا ہے اور لوگوں کے مویشیوں پر غارت گری کی ہے۔ اللہ کا نام لے کر (ان کی طرف) چلو۔

صحیح مسلم (4776) ناحق قتل و ناحق مال والی بات یہ عبدالرحمٰن بن عبد رب الکعبہ کے الفاظ ہیں، جو کوفی تابعی تھے اور صفین کے سیاسی اختلاف میں سیدنا علیؓ کے موقف سے وابستہ سمجھے جاتے تھے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ اجتہادی اختلاف کا معاملہ تھا، جس میں دونوں فریق اپنے مخالف کو ناحق جنگ اور اس پر ہونے والے اخراجات کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔ (شرح النووی، 12/234)

اسی طرح المستدرک للحاکم (3348) میں سیدنا طلحہؓ کے بیٹے نے سیدنا علیؓ سے کہا: "آپ نے میرے والد کو قتل کیا اور ہمارا مال غصب کیا۔" کیا اس سے یہ مان لیا جائے کہ سیدنا علیؓ واقعی ناحق مال غصب کرنے والے تھے؟

کہا: یہ جو آپ کے چچا زاد معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں وہ تو ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے کھائیں اور ایک دوسرے کو قتل کریں اور اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے: ''اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ، الّا یہ کہ باہمی رضا مندی سے تجارت ہو اور تم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔'' (عبدالرحمان نے) کہا: پھر وہ (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) گھڑی بھر خاموش رہے، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (کے معاملے) میں ان کی نافرمانی کرو۔

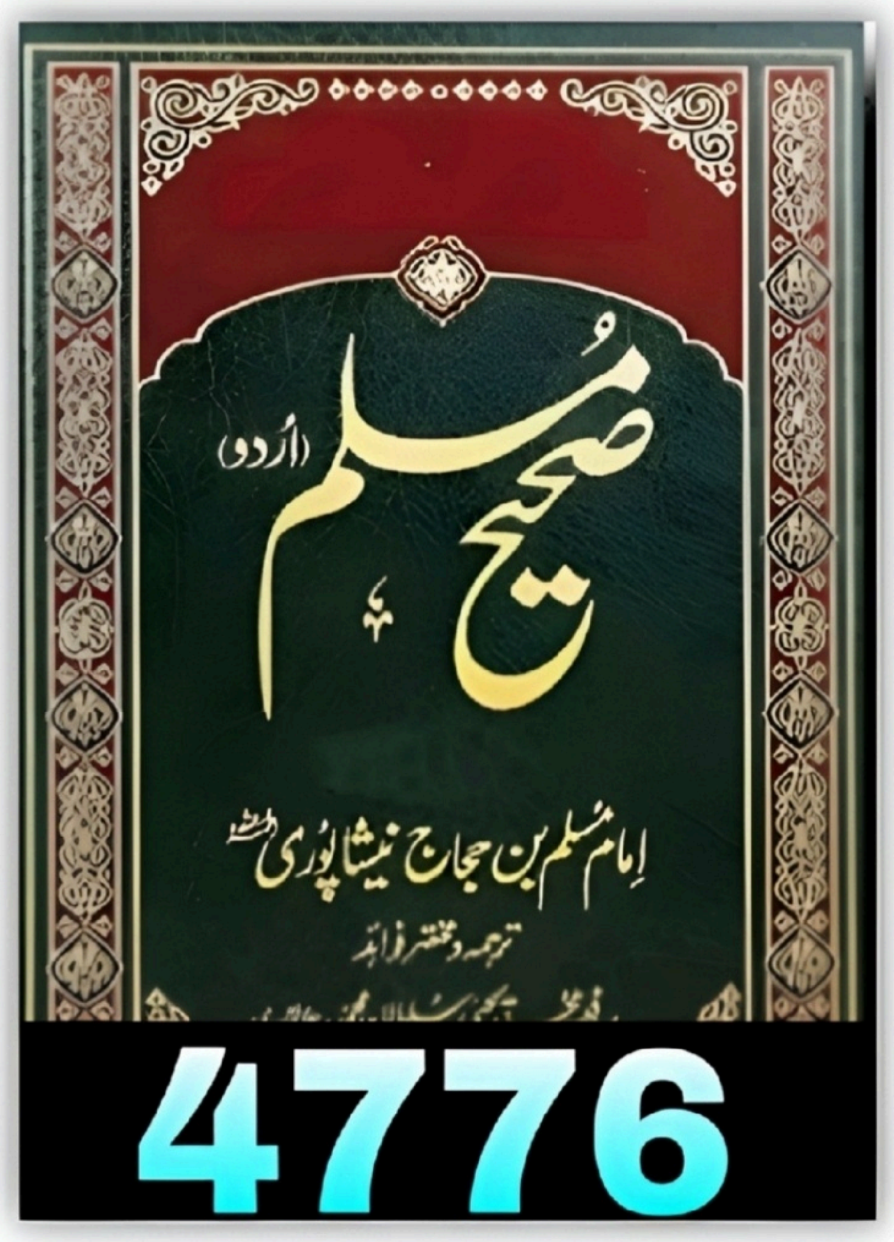

✧ ✧ - حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس طلحہ کا بیٹا آیا اور اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سلام کیا، آپ نے بھی اس کو مرحبا کہا، اس نے کہا: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! آپ مجھے مرحبا (کس منہ سے) کہہ رہے ہیں؟ حالانکہ آپ نے میرے والد کو قتل کیا اور میرا مال غصب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: جہاں تک تیرے مال کا تعلق ہے تو وہ بیت المال میں بالکل الگ رکھا ہوا ہے، صبح جا کر وہاں سے اپنا مال لے لینا اور جہاں تک آپ کے والد کے قتل کا تعلق ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ تیرا باپ اور میں ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ (الحجر : 24)

''اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے آپس میں بھائی بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے''۔

توہمدان کے ایک آدمی نے کہا: اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ عدل کرنے
بولے کہ پورا محل گونج اٹھا (آپ نے فرمایا) جب ان لوگوں میں ''ہمارا'' شمار نہیں
✿✿ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم
3349۔ اَخْبَرَنَا اَبُوْ زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّ
اِبْرَاهِيمَ، اَنْبَاَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، صَاحِبُ الدَّسْتُوَائِيِّ، حَدَّثَنِي اَبِي،

صحیح مسلم (4776) ناحق قتل و ناحق مال والی بات یہ عبدالرحمٰن بن عبد رب الکعبہ کے الفاظ ہیں، جو کوفی تابعی تھے اور صفین کے سیاسی اختلاف میں سیدنا علیؓ کے موقف سے وابستہ سمجھے جاتے تھے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ اجتہادی اختلاف کا معاملہ تھا، جس میں دونوں فریق اپنے مخالف کو ناحق جنگ اور اس پر ہونے والے اخراجات کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔ (شرح النووی، 12/234) مزید یہ کہ صحیح بخاری (2704) کے مطابق سیدنا حسنؓ نے سیدنا معاویہؓ سے مال لے کر صلح کی، خلافت و حکومت ان کے سپرد کی، پوری امت کا بیعت پر اتفاق ہوا اور بعد میں سیدنا حسنؓ و سیدنا حسینؓ ان سے ساری زندگی وظائف بھی لیتے رہے۔ کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک ایسے شخص سے مال و پیسہ لیتے، صلح و بیعت اور وظائف قبول کرتے جو واقعی ناحق قتل اور ناحق مال لینے والا ہوتا؟ یہی قرائن واضح کرتے ہیں کہ صحیح مسلم (4776) کے الفاظ کو سیاق و سباق سے ہٹا کر سیدنا معاویہؓ پر حقیقی الزام بنانا درست نہیں۔

کہا: یہ جو آپ کے چچا زاد معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں وہ تو ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے کھائیں اور ایک دوسرے کو قتل کریں اور اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے: ''اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ، الّا یہ کہ باہمی رضا مندی سے تجارت ہو اور تم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔'' (عبدالرحمان نے) کہا: پھر وہ (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) گھڑی بھر خاموش رہے، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (کے معاملے) میں ان کی نافرمانی کرو۔

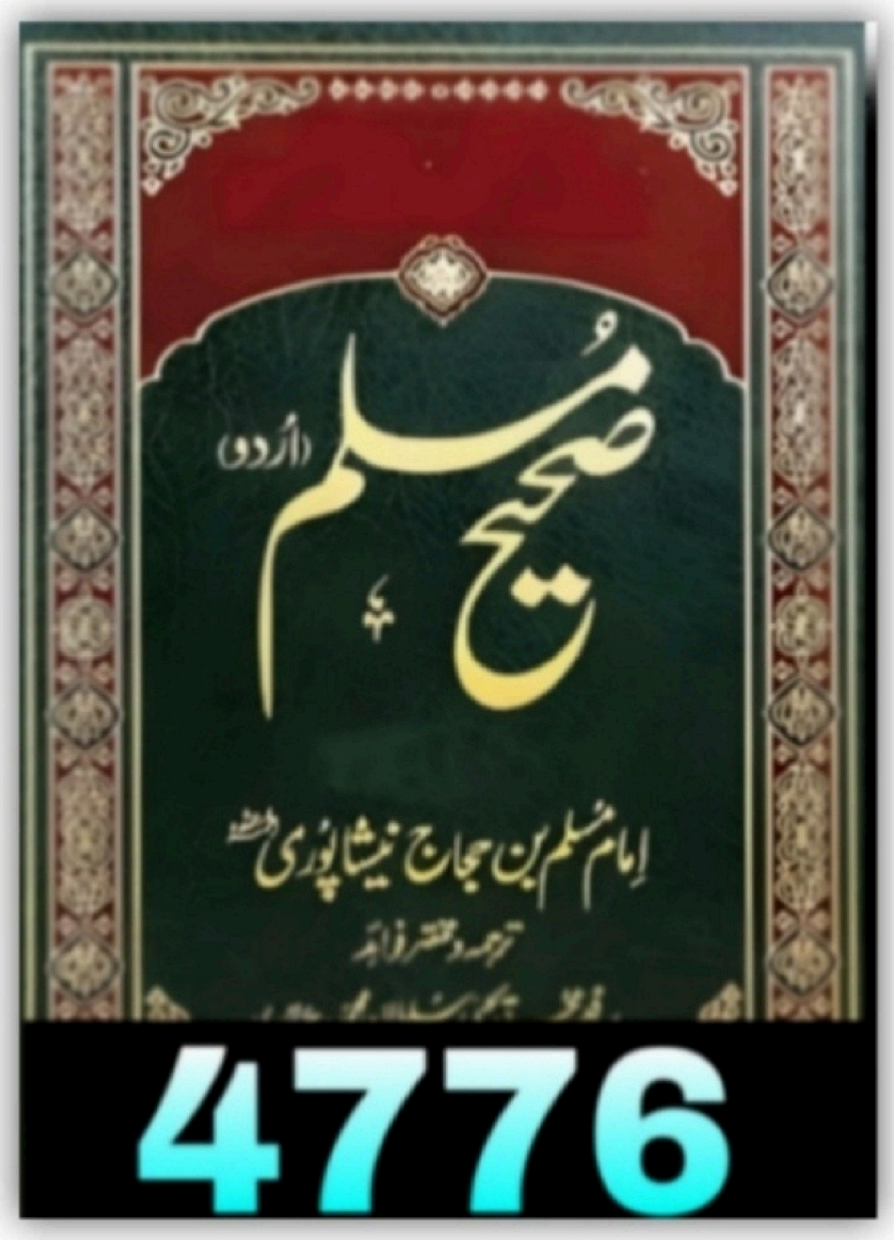

دیا۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم بنو عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور ہم کو خلافت کی وجہ سے روپیہ پیسہ خرچ کرنے کی عادت ہو گئی ہے اور ہمارے ساتھ یہ لوگ ہیں، یہ خون خرابہ کرنے میں طاق ہیں، بغیر روپیہ دیئے ماننے والے نہیں۔ وہ کہنے لگے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو اتنا اتنا روپیہ دینے پر راضی ہیں اور آپ سے صلح چاہتے ہیں۔ فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ سے پوچھا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ ان دونوں قاصدوں نے کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ حضرت حسن نے جس چیز کے متعلق بھی پوچھا، تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ آخر آپ نے صلح کر لی، پھر فرمایا کہ میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے، آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ

دِمَائِهَا. قَالاَ: فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا. وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ. قَالَ: فَمَنْ
...لَهُمَا
...لحَهُ.
...بَكْرَةَ
...مِنْبَرِ
...وَهُوَ
...خْرَى
...ـهُ أَنْ
مِنَ
...ا للهِ:
...بَكْرَةَ

بِهَذَا الْحَدِيثِ.

[أطرافه في: ٣٦٢٩، ٣٧٤٦، ٧١٠٩].

صحیح مسلم (4776) ناحق قتل و ناحق مال والی بات یہ عبدالرحمٰن بن عبد رب الکعبہ کے الفاظ ہیں، جو کوفی تابعی تھے اور صفین کے سیاسی اختلاف میں سیدنا علیؓ کے موقف سے وابستہ سمجھے جاتے تھے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ اجتہادی اختلاف کا معاملہ تھا، جس میں دونوں فریق اپنے مخالف کو ناحق جنگ اور اس پر ہونے والے اخراجات کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔ (شرح النووی، 12/234)

صحیح مسلم (4776) کی طرح صحیح مسلم (4577) میں سیدنا عباسؓ نے سیدنا علیؓ کے بارے میں "جھوٹا، عہد شکن، گناہگار اور خائن" کے الفاظ کہے ہیں۔ اب جس طرح عبدالرحمٰن بن عبد رب الکعبہ کی بات مانتے ہو، اسی طرح سیدنا عباسؓ کی بات بھی مان لو، یا دونوں کا درست مفہوم بیان کرو

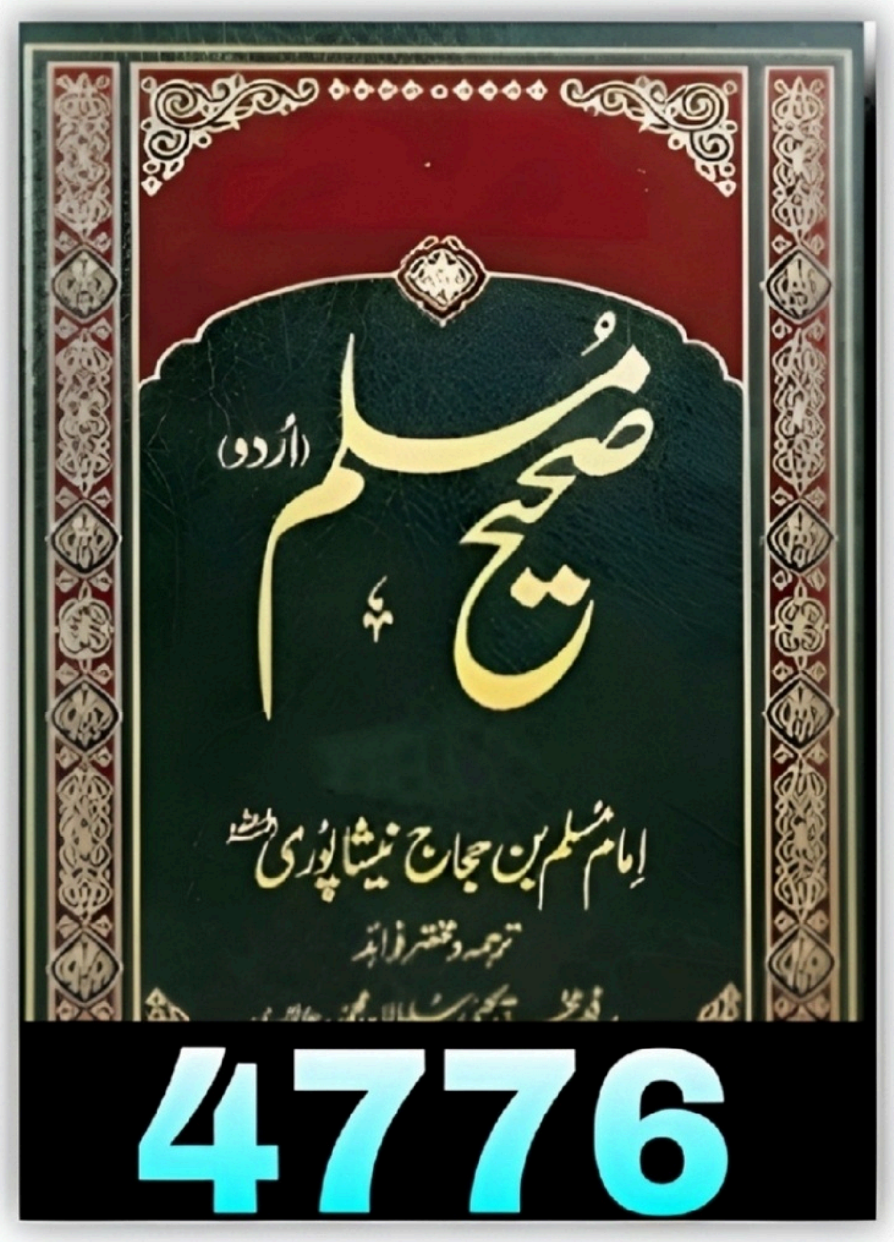

کہا: یہ جو آپ کے چچا زاد معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں وہ تو ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے کھائیں اور ایک دوسرے کو قتل کریں اور اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے: ''اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ، الّا یہ کہ باہمی رضا مندی سے تجارت ہو اور تم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔'' (عبدالرحمان نے) کہا: پھر وہ (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) گھڑی بھر خاموش رہے، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (کے معاملے) میں ان کی نافرمانی کرو۔

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا
الْكَاذِبِ الْآثِمِ الْغَادِرِ الْخَائِنِ، قَالَ: فَقَالَ
الْقَوْمُ: أَجَلْ، يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! فَاقْضِ بَيْنَهُمْ
وَأَ ... : يُخَيَّلُ إِلَيَّ
أَنَّهُ ... فَقَالَ عُمَرُ:
اتَّ ... تَقُومُ السَّمَاءُ
وَا ... اللهِ ﷺ قَالَ:
«لَ ... لُوا: نَعَمْ، ثُمَّ
أَقْ ... أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ
الَّ ... ! أَتَعْلَمَانِ أَنَّ
رَسُولَ ... نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا
صَدَقَةٌ؟» قَالَا: نَعَمْ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ اللهَ تَعَالٰى
كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ ﷺ بِخَاصَّةٍ لَمْ يُخَصِّصْ بِهَا

اور کہنے لگا: کیا آپ کو عباس اور علی رضی اللہ عنہما (کے ساتھ ملنے) میں دلچسپی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ تو اس نے ان دونوں کو بھی اجازت دے دی۔ تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیرالمومنین! میرے اور اس جھوٹے، گناہ گار، عہد شکن اور خائن کے درمیان فیصلہ کردیں۔ کہا: اس پر ان لوگوں نے کہا: ہاں، امیرالمومنین! ان کے درمیان فیصلہ کر کے ان کو (جھگڑے کے عذاب سے) راحت دلا دیں۔ مالک بن اوس نے کہا: میرا خیال ہے کہ انھوں نے ان لوگوں کو اسی غرض سے اپنے آگے بھیجا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم دونوں رکو، میں تمھیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''ہمارا کوئی وارث نہیں بنے گا، ہم جو چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا''؟ ان سب نے کہا: ہاں۔ پھر وہ حضرت عباس اور